فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (القرآن الحکیم)

الحمد للہ کہ سلسلہ تصانیف انجمن موید العلوم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا

آٹھواں رسالہ

الموحد

جو اسلام کے زرّین اصل الاصول توحید کے اثبات مین نہایت سنجیدہ
عقلی و نقلی عام فہم مضبوط دلائل سے مرقّع

اور

حجۃ الاسلام جناب مولانا نجم العلماء مدظلہ کا اثر خامۂ ہدایت انتما

ہے

مطبع مصباح الاسلام الواعظین پریس لکھنؤ

مدرسۃ الواعظین سے شایع کیا گیا

۱۳۰
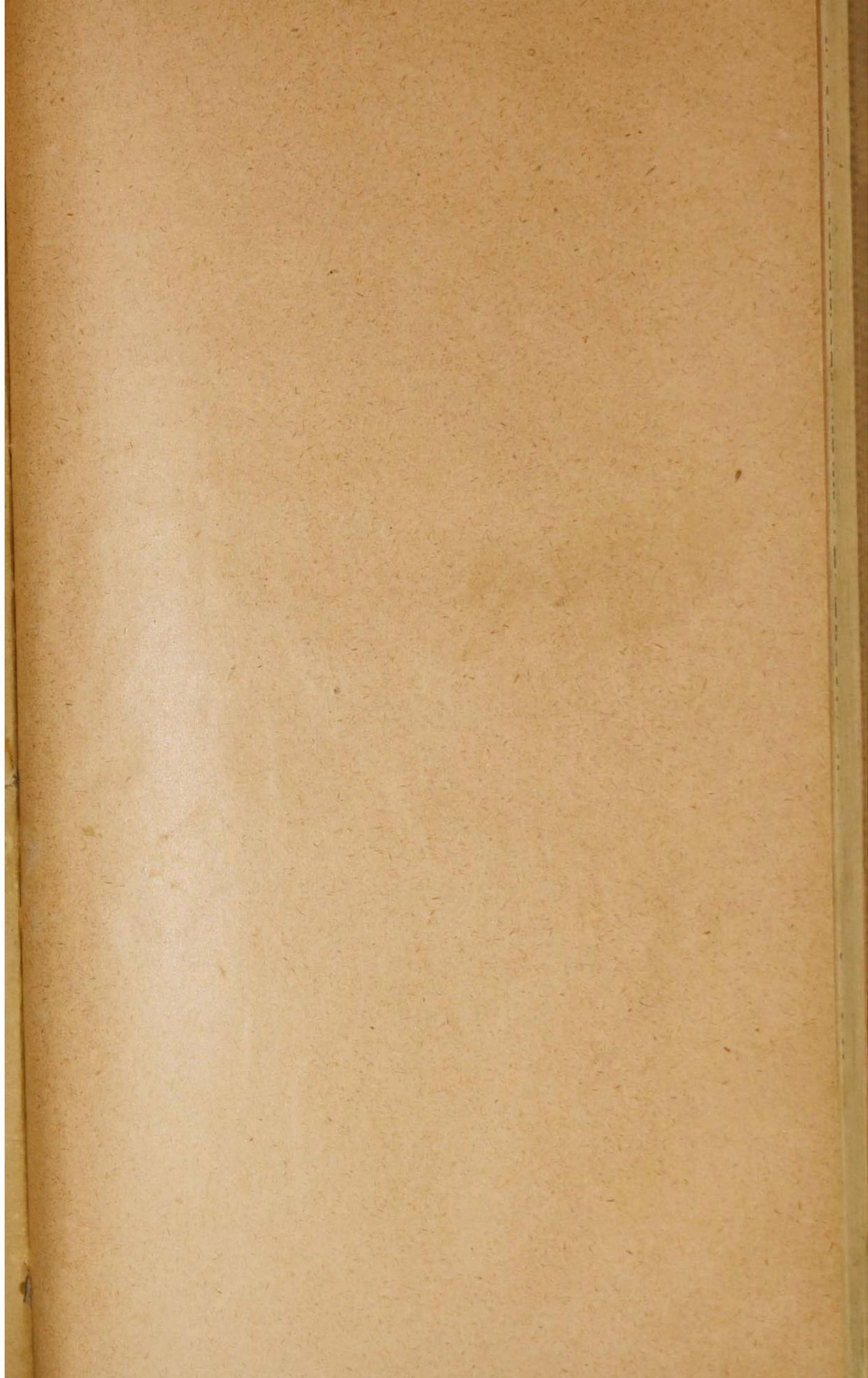
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواحد الاحد الصمد + الذی لم یلد ولم یولد + ولم یکن لہ کفوا احد۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وحبیبہ ونبیہ خاتم النبیین محمد + والہ الطیبین من الآن الیٰ دوام الابد +

تمہید اسوقت ارباب فہم کو میں توجہ دلاتا ہوں اور ایک ضروری و اہم مطلب پر غور کرنے کی خواہش کرتا ہوں اور وہ مطلب وہ حیرت انگیز اختلاف ہے جو عقیدہ مند اور پابند مذہب دنیا میں صانع عالم کے متعلق نظر آرہا ہے۔ ہر فرقہ جداگانہ راہ پر قدم گزار اور نئے مسلک پر گام زنی کر رہا ہے۔

اُن لوگوں سے یہاں قطع نظر کیجاتی ہے جو عالم کیلئے کسی صانع کے وجود کو تسلیم ہی نہیں کرتے اور اُنسے بھی بحث نہیں جو بجائے خدا کے اسکی مخلوقات میں سے کسی ادنی مخلوق کو معبود سمجھتے ہیں اور خدائے برحق کو چھوڑ دیتے ہیں۔

صرف اُن لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو خدا کے وجود کو تو مانتے ہیں مگر اُسکے ساتھ مرتبۂ الوہیت میں دوسری چیزوں کو بھی شریک کر دیتے ہیں ایسے لوگ دنیا میں بہت ہیں اور مختلف عقیدے رکھتے ہیں۔ کوئی قائل ہے کہ الہ و معبود دو ہیں۔ اور وہ دونوں نور و ظلمت اور بنابر قولے یزداں و اہرمن ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ الہ و معبود تین ہیں جسطرح نصاری کا قول ہے

یا آج کل آریہ لوگ روح و مادہ کو خدا کیطرح قدیم مان کر بن قدما کے قائل ہیں بعض نے قدما کی تعداد دس تک پہونچا دی ہی۔ بعض نے پتھر کی بیجان مورتوں کو خدائی کا خلعت پہنا کر الوہیت میں زبردستی شریک کر دیا ہے۔ غرض کہ اس باب میں اسقدر طوفان بے تمیزی برپا ہو رہا ہے کہ تمام اقوال کا اگر فقط شمار ہی کرایا جائے تو فہرست بہت طولانی ہو جائے۔ اور مختصر رسالہ میں بیکار مضمون کا اضافہ ہو جائے اور دیکھنے والوں کو حیرت و تعجب کے سوا کچھ حاصل نہو لہذا ہم اس قصہ کو چھوڑ کر صاف طور پر بتلا دینا چاہتے ہیں کہ عقل سلیم کے نزدیک جو بالکل صحیح اور حق و مستحکم و استوار و سنجیدہ و پائدار عقیدہ ہے جسمیں کسیطرح کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا وہ عقیدہ توحید ہے جسکا مطلب یہ ہی کہ تمام عالم کا پیدا کرنیوالا اور تمام دنیا کا معبود حقیقی فقط خدائے یکتا ہو وحدہٗ لاشریک ہی نہ اسکی الوہیت و معبودیت میں کوئی شریک ہے نہ اسکے قدم و ازلیت میں کوئی حصہ دار ہی نہ اسکی قدرت و خالقیت میں کوئی دخیل ہے۔ نہ اسے وزیر کی حاجت نہ مددگار کی ضرورت نہ فوج و لشکر کی احتیاج۔

اسکے سوا زمین و آسمان و شرق و غرب عالم میں کوئی الٰہ و معبود نہیں اُسکے سوا جو کچھ موجود ہے وہ ممکنات میں سے ایک فرد ممکن اور خدائے حقیقی کی مصنوعات میں ایک مصنوع ہی جاہل و نادان لوگوں کی ناحق پرستش کر لینے سے کوئی حادث چیز معبود واقعی نہیں بنسکتی اور نہ کفار کے سر جھکا دینے اور سجدہ کر لینے سے پتھر کے بت خدا ہو سکتے ہیں۔ آفتاب یا ماہتاب یا ستاروں کی یا آگ پانی کی پوجا کرنے سے اُن چیزوں کو معبودیت کا منصب نہیں ملسکتا عقول ناقصہ کے قدیم کہدینے سے کوئی حادث چیز قدیم تسلیم نہیں ہو سکتی اور نہ لوگوں کے مان لینے سے مخلوقات میں کی کوئی چیز شریک خدا قرار پا سکتی ہے۔

دیکھئے کتنے ایسے عبادت کرنیوالے فنا ہوگئے اور کتنے انکے فرضی معبود خاک میں ملگئے کسی کا نام ونشان بھی باقی نہیں۔ نہ آج فرعون ہے نہ نمرود نہ سامری کا گوسالہ نہ وہ کفار لیکن جو حقیقی معبود ہے اسکی ساحت کبریائی کو نہ فنا ہے نہ زوال اور نہ آیندہ کبھی زوال ہو سکے گا۔

یہ عقیدہ ایسا مستحکم عقیدہ ہے کہ اگر تعصبات واغراض نفسانیہ اور شبہات وساوس شیطانیہ کے پھندے سے رہائی پاکر اور عقل کی شمع نورانی ہاتھ میں لیکر صانع عالم اور معبود برحق کی جستجو وتلاش میں حقیقی طور پر پوری کوشش کیجائے تو صرف ایک ہی ذات پاک کا ثبوت ملیگا اور یقین ہوجائیگا کہ اس مقدس ذات کے سوا اہل دنیا نے جسقدر معبود تسلیم کرلئے ہیں اور جسقدر خدا بنالئے ہیں وہ محض خیالی بلکہ وہمی خدا ہیں اور سراسر بے اصل وباطل ہیں۔ اور واضح ہوجائیگا کہ ایک سے زائد کا اکر معبود ہونا قطعًا اور یقینًا محال ہے۔ کسی کے انکار کرنے سے خدائے برحق کی الوہیت میں خلل نہیں آسکتا اور نہ کسی کے شرک اختیار کرنے سے اسکی وحدانیت کو شکست ہوسکتی ہے۔ تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا۔

اہل عالم کی غلط فہمیوں سے قطع نظر کرکے اگر دنیا کے ہر مذہب کو جو عالم کو حادث تسلیم کرکے اسکے لئے کسی صانع وموجد کا وجود ضروری تسلیم کرتا ہے دیکھا جائے اور اسکے اصول مذہب کی جانچ کیجائے تو اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ توحید ہی کی اسمیں تعلیم ہے اور صانع عالم کے وحدہ لاشریک ہونیکا ہی اسمیں سبق ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کسی نے خودغرضی اور کج فہمی سے کچھ باتیں بھی اضافہ کردی ہوں یا کسی عبارت سے غلط مراد لیکر مطلب خبط کردیا ہو جسکے ذمہ دار وہ خود ہونگے جتنی آسمانی کتابیں

آئیں وہ سب کی سب ایک ہی ذات کو معبود ماننے کی ہدایت اور شرک کی مذمت اور شدید ممانعت کرتی ہوئی آئیں اور جو **مقدس ذاتیں** مذہب کی تعلیم اور دین حق کی تفہیم کیلئے دنیا میں آئیں وہ خود بھی توحید کے عقیدہ کی سختی سے پابند رہیں اور اُنکی ہدایت بھی یہی ہوتی رہی کہ ایک ہی ذات کو معبود مانو اور اسکی صانعیت و معبودیت میں کسی دوسرے کو شریک نہ جانو کبھی اُنھوں نے اسکی قدرت کے نمونے دکھائے اور کبھی اسکی عبادت کے طریقے بتلائے اور کبھی اسکی کبریائی و عظمت و عزت و جلالت کے منظر دکھلائے اور کبھی اسکی معرفت کے حدود اور اسکے عرفان کے مقامات سمجھائے۔

صحیح تاریخیں اسکی شاہد اور واقعات عالم اسکے گواہ ہیں اور سب سے زیادہ یہ کہ قرآن مجید میں انبیا و مرسلین کے حکایات اور قوم کی نسبت اُنکی ہدایات جابجا واضح طور پر مذکور رہیں، بہرحال توحید وہ سچا عقیدہ ہے جسکے ثبوت کیلئے ایک نہیں ہزار دلیلیں موجود ہیں۔

بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ زمین آسمان کے روشن ستارے۔ موالید ثلثہ حیوانات و نباتات و جمادات عناصر اربعہ جہات ستہ دریاؤں کا جوش و خروش ہواؤں کے سنّاٹے ابر و رعد و برق کی بارش اور گرج اور کڑک اور ہر ایک ذرہ ذرہ کا انتظام اپنی مخلوقیت اور مصنوعیت کا شاہد حال بننے کے بعد ہمارے دعوی مذکورہ کی حقیقت پر مجسم گواہ اور روشن ثبوت موجود ہے۔ بلکہ اگر کوئی شخص طالب ثبوت ہو اور دلیل کا خواہشمند ہو تو در و دیوار و دشت و کوہسار پست و بلند و خشک و تر ناطق و صامت ہر چیز سے یکزباں ہو کر اور دلیل و برہان بنکر یہی صدا بلند ہو جائے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔

مذہبی کتابوں میں توحید کی تعلیم

قرآن مجید کی تعلیم

سب سے پہلے ہم مجمل طور پر بلکہ محض نمونہ کے عنوان پر قرآن مجید کی تعلیم کا ذکر کرتے ہیں جو بہترین کتب الہیہ اور معجزہ باقیہ ہے اور جسمیں حقیقی توحید کی تعلیم اعلی سے اعلی طریقہ پر دی گئی ہے - قرآن کا طرز ہدایت و تعلیم اس مطلب کے بیان میں مختلف ہے -

کہیں تو یہ فرمایا ہے کہ الہ و معبود صرف ایک ہی مقدس ذات ہے۔

وَالٰهكم اله واحد بقر ۱۶۲ تمھارا معبود یکتا معبود ہے ۱۲

وَمَا من اله الا اله واحد مائدہ معبود یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۱۲

انَّ الٰهكم لواحد رب السموات والارض وما بینهما ورب المشارق صافات جو یقینا معبود تمھارا ایک ہی ہے جو سارے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ انکے درمیان ہے سب کا پروردگار اور طلوع و غروب کے مقامات کا مالک ہے۔

کہیں صاف طور پر فرمایا ہے کہ معبود برحق فقط اللہ ہے۔

فَاعلم انه لا اله الا هو محمد جان لے تو کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۱۲

وَمَا من اله الا الله الواحد القهار ص ۶۵ کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ یکتا ہے قہار۔

اللہ لا اله الا هو الحی القیوم بقر ۲۵۵ اللہ وہ ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں جو حی و قیوم ہے۔

کہیں یہ حکم دیا ہے کہ خبردار کسی کو اسکا شریک قرار دینا یعنی اسیکو وحدہ لاشریک جاننا

لَا تجعل مع الله الها آخر بنی اسرائیل اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہ بنانا۔

لَا تجعلوا مع الله الها آخر ذاریات ۵۱ تم لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ بنانا۔

لا تدع مع اللہ الٰھا اخر لا الہ — اسکے سوا کسی اور معبود کی پرستش نکرنا اسکے سوا کوئی قابل پرستش
الا ھو کل شئ ھالک الا وجھہ قصص ۸۸ — نہیں ہے۔ اسکی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونیوالی ہے۔

کہیں شرک کی خود نفی فرما کر ارشاد کیا ہے کہ اسکا ہرگز کوئی شریک نہیں ہے۔

ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ — اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا ہے اور نہ اسکے ساتھ
من الہ۔ مؤمنین ۹۱ — کوئی اور خدا ہے۔

کہیں شرک کی مذمت و ممانعت فرمائی ہے۔

ان الشرک لظلم عظیم لقمٰن ۱۳ — یقیناً شرک ضرور بڑا گناہ ہے۔

واتخذوا من دونہ الھۃ لا — اور لوگوں نے اسکے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں جو کہ
یخلقون شیئا وھم یخلقون ولا — کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود دوسروں کے پیدا
یملکون لانفسھم ضرا ولا — کئے ہوئے ہیں۔ اور وہ خود اپنے لئے نہ نقصان پر قادر
نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوۃ — ہیں نہ نفع پر اور نہ موت پر اختیار رکھتے ہیں نہ زندگی
ولا نشورا فرقان ۳ — پر اور نہ موت کے بعد زندہ ہونے پر۔

ام اتخذوا من دونہ الھۃ — کیا انھوں نے خدا کے سوا اور معبود بنائے ہیں تم کہدو
قل ھاتوا برھانکم انبیا ۲۴ — کہ اپنی دلیل لاؤ۔

ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا نسا — جسنے شرک کیا وہ تو بھٹک کے بہت دور جا پڑا

ولا تکونن من المشرکین انعام ۱۵ — تم ہرگز مشرکین میں سے نہونا۔

کہیں شرک پر وعید فرمائی ہے۔

لئن اشرکت لیحبطن عملک و — اگر تم شرک کروگے تو تمھارے سب اعمال اکارت ہو جائیں گے
لتکونن من الخاسرین زمر ۶۵ — اور تم ناکام رہوگے۔

ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ نساء خدا شرک کو کسی طرح نہیں بخشتا۔

کہیں مطلقاً دوسرے معبود کی نفی کی ہے جسطرح آیات سابقہ سے بخوبی واضح ہو رہا ہے۔

کہیں دو معبودوں کی نفی فرمائی ہے۔

وقال اللہ لا تتخذوا الٰہین اور اللہ نے فرمایا کہ (ایک کی جگہ) دو معبود نہ بنانا اللہ

اثنین انما ھو الٰہ واحد نحل تو بس یکتا خدا ہے۔

کہیں تین معبود ہونے کا اعتقاد رکھنے کی ممانعت اور کہیں نفی فرمائی ہے۔

لا تقولوا ثلٰثۃ انتھوا خیرا لکم اور تم لوگ تین خدا کے قائل نہو (تثلیث) سے باز رہو۔

انما اللہ الٰہ واحد نساء (اور) اپنی بھلائی (توحید) کا قصد کرو اللہ تو بس یکتا معبود ہی ہے

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ البتہ وہ لوگ کافر ہوگئے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین خداؤں میں کا

ثالث ثلٰثۃ وما من الٰہ الا الٰہ واحد مائدہ تیسرا ہے (یاد رکھو) کہ ایک خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں ہے

کہیں توحید کی دلیل کیطرف بھی اشارہ فرمایا ہے۔

لو کان فیھما الٰھۃ الا اللہ لفسدتا اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کئی خدا ہوتے تو دونوں خراب ہو جاتے

قل لو کان معہ الٰھۃ کما یقولون کہدو کہ اگر اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جسطرح کہ وہ

اذا لابتغوا الی ذی العرش لوگ قائل ہیں تو اب تک وہ معبود مالک عرش تک رسائی

سبیلا بنی اسرائیل ۴۲ کی کوئی راہ ضرور نکالتے۔

کہیں توحید پر خدای وحدہ لاشریک نے خود گواہی ادا فرما کر ملائکہ اور اہل علم کو

بھی گواہی میں شریک کر لیا ہے۔

شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو ضرور خدا اور فرشتوں اور علم والوں نے گواہی دی ہے کہ

والملٰئکۃ واولوا العلم قائما اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ خدا عدل و انصاف کیساتھ

بالقسط لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم عالم کا سنبھالنے والا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہی غالب اور صاحب حکمت ہے۔ آل عمران ۱۸

غرض تمام قرآن توحید کے ذکر سے مملو ہے اگر تفصیل سے آیات توحید کو بیان کیا جائے اور اُن کی توضیح و تشریح و تفسیر مع رموز و نکات کے لکھی جائے تو ایک ضخیم مجلد اور ایک عظیم الشان دفتر درکار ہے لہذا بلحاظ اختصار اسیقدر پر اکتفا کیجاتی ہے۔

تکمیل توحید کے متعلق جو قرآن کی تعلیم بیان ہوئی اسکی تائید میں جو کچھ نبی اسلام اور اسکے اہلبیت کرام نے بیان فرمایا ہے اور جن عنوانات سے توحید کا مطلب بدلیل سمجھایا ہے اگر اجمال و اختصار سے بھی لکھا جائے تو کتاب بہت طولانی ہو جائے اسلئے وہ بیانات کسی دوسرے موقع کیلئے محفوظ رکھے جاتے ہیں اور اس مقام پر بنظر تبرک اُن بیانات وارشادات سے صرف چند کلمات درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ توحید کا مطلب قلوب میں اچھی طرح راسخ ہو جائے اور دیدۂ دل روشن اور منور ہو جائیں۔

(۱) جنگ جمل میں ایک اعرابی نے جناب امیرؑ سے خدا کے واحد ہونے کا مطلب دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ مطلب اسکا یہ ہے کہ وہ یکتا ہے موجودات میں کوئی اُسکا شبیہ و نظیر نہیں اور یہ بھی مطلب ہے کہ وہ احدی المعنی ہے یعنی وہ ایسا ہے کہ نہ وجود خارجی میں اور نہ عقل و وہم مین یعنی کسی جگہ بھی اسکی ذات کی تقسیم نہیں ہو سکتی ہمارے خدا کی شان یہی ہے۔ انتہی ملخصًا۔

(۲) حضرت امام جعفر صادقؑ نے ایک زندیق سے ارشاد فرمایا کہ تمھارا یہ کہنا کہ صانع عالم دو ہیں اسمیں لازم و ضروری ہے کہ یا تو دونوں قدیم اور قوی ہوں یا دونوں

ضعیف ہوں یا ایک قوی ہو اور دوسرا ضعیف لیکن اگر دونوں قوی ہیں تو کیا سبب ہے کہ ایک دوسرے کا مقابلہ کر کے مستقل طور پر تدبیر و انتظام کی باگ اپنے ہی ہاتھ میں نہیں لیتا اور اگر ایک قوی ہے اور دوسرا ضعیف تو جو قوی ہو وہی خدائے واحد ہے اور یہی ہمارا قول ہے اسلئے کہ جو ضعیف ہو وہ خدا ہونیکی قابل نہیں

(۳) ایک مقام پر ہشام بن الحکم نے کہا ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کے ایک ہونے کی کیا دلیل ہے فرمایا اتصال التدبیر وتمام الصنیع یعنی دلیل یہ ہے کہ عالم میں جس چیز کو دیکھا جائے ایک ہی تدبیر اور ایک ہی انتظام نظر آرہا ہے اور جو صناعی ہے وہ پوری پوری اور کمال کو پہونچی ہوئی ہے۔ مثلاً آسمانوں کی گردش چاند سورج کی رفتار۔ شب و روز کا تعاقب۔ دریاؤں کی روانی۔ سردی گرمی کا نظام۔ پھلوں پھولوں کی بہار جس اعلیٰ تدبیر و حکمت اور کامل انتظام و صنعت پر ابتدائے عالم سے شروع ہوئی ہے اُسی شان و انداز پر ابتک موجود ہے۔ نہ اسمیں فرق ہے نہ اختلاف نہ کسی طرف سے مزاحمت نہ مخالفت۔ یعنی اگر دو خدا ہوتے تو تدبیر و نظام میں بھی دو رنگی ہوتی اور ہر ایک کے آثار قدرت جدا جدا نظر آتے۔

(۴) ایک طولانی حدیث میں جہاں جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں پانچ فرقوں کے حاضر ہونیکا اور مناظرہ کرنیکا ذکر ہے۔ حضرت نے فرقہ ثنویہ سے ارشاد فرمایا جو کہتے تھے کہ مدبر عالم دو ہیں کہ تم کس دلیل سے ان دونوں کو مدبر عالم کہتے ہو جواب دیا اسلئے کہ ہمنے عالم کو دو طریقہ پر پایا خیر و شر اور ہمنے خیر کو شر کی ضد پایا اور یہ تسلیم نہیں کیا کہ ایک ہی فاعل شر کا بھی فاعل ہو اور خیر کا بھی۔ بلکہ

دونوں کیلئے جدا جدا فاعل کی ضرورت ہے۔ دیکھئے کہ برف سے تسخین کی تاثیر محال ہے۔ اور آگ سے تبرید کی تاثیر محال ہے لہذا ہمنے دونوں کے لئے دو فاعل قدیم یقین کئے ظلمت و نور۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ تمنے سیاہی اور سفیدی اور سُرخی اور زردی اور کبودی کو غور نہیں کیا کہ ہر ایک دوسرے کی ضد ہے اسلئے کہ انمیں سے کوئی دو ایک مقام پر جمع نہیں ہو سکتے جسطرح گرمی اور سردی آپسمیں ضد ہیں اسلئے کہ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے انھوں نے کہا کہ بیشک یہ بات صحیح ہے حضرت نے فرمایا کہ پھر تمنے ہر رنگ کیلئے ایک جدا گانہ صانع قدیم کیوں تجویز کیا تاکہ ہر رنگ کیلئے جو فاعل ہو اُسکی ضد کیلئے اسکا غیر فاعل ہو۔ یہ سُنکر وہ سب ساکت اور لاجواب ہو گئے۔

اس بحث کے ختم کرنے کے بعد اگر دیگر آسمانی کتابیں اور صحیفے جو انبیای سابقین پر نازل ہوے تھے۔ ہمیں اُس حالت میں دستیاب ہوتے جس حالت پر وہ نازل ہوئے تو ہم انسے بھی اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرتے مگر بگواہی قرآن انمیں تحریف کیگئی اور وہ اپنی حالت پر باقی نہیں ہیں۔ لہذا بمجبوری موجودہ مذہبی کتابوں کیطرف ہم رجوع کرتے ہیں۔

(۱) عہد عتیق کی تعلیم توحید

کتاب استثنا (۱) یہ سب کچھ تجھی کو دکھایا گیا تاکہ تو جانے کہ خداوند وہی خدا ہے۔ اور اُسکے سوا کوئی نہیں ہے۔ باب ۴۔ آیت ۳۵۔

(۲) سُن ای اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے۔ باب ۶۔ آیت ۴۔

کتاب اول سلاطین اور کہا (یعنی حضرت سلیمان نے) ای خداوند اسرائیل کے خدا تجھ سا کوئی خدا نہ اوپر آسمان میں ہے نہ نیچے زمین میں
باب ۸ ۔ آیت ۲۳ ۔

کتاب اول تاریخ ۔ ای خداوند کوئی تیرے مانند نہیں جہاں تک ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے کوئی خدا مطلق نہیں ۔ باب ۱۷ ۔ آیت ۲۰ ۔

کتاب زبور ۔ تو بزرگ ہے اور عجائب کام کرتا ہے تو ہی اکیلا خدا ہی ۔ باب ۸۶ آیت ۱۰

کتاب یسعیاہ ۔ (۱) یہووہ میں ہوں ۔ یہ میرا نام ہے اور اپنی شوکت دوسرے کو نہ دوں گا اور وہ ستایش جو میرے لیے ہوتی ہے ۔ کھودی ہوئی مورتوں کیلئے نہ ہونے دوں گا ۔ باب ۴۲ ۔ آیت ۸ ۔

(۲) میں اول اور میں آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں باب ۴۴ آیت ۶

کتاب یرمیاہ ۔ ای خداوند تیرا کوئی نظیر نہیں ہے تو بڑا ہے ۔ باب ۱۰ آیت ۶

(۴) عہد جدید کی تعلیم توحید

انجیل مرقس ۔ اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہی باب ۱۲ آیت ۲۹

انجیل متی ۔ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسکی عبادت کر، باب ۴ آیت ۱۰

انجیل لوقا ۔ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسکی عبادت کر، باب ۴ آیت ۸

(۳) وید کی تعلیم توحید

"از تمہید تفسیر وید مصنفۂ سوامی دیانند سرسوتی"

(۱) اے عزیزو! وہ پرمیشور اس دنیا سے پیشتر موجود تھا وہ اپنی ذات سے ایک اور بے عدیل تھا، (چھاندوگیہ اُپ نشد - پرپاٹھک ۶)

(۲) اس (کائنات) سے پہلے صرف ایک آتما (پرمیشور) ہی تھا - اور کوئی دوسری چیز نہ تھی - ص، ۹ بھومکا (اتریہ ارنیک اُپ نشد - ادھیائے اکھنڈ ۱)

(۳) اس پرمیشور کے علاوہ کوئی بھی دوسرا تیسرا چوتھا پانچواں چھٹا ساتواں آٹھواں - نواں یا دسواں ایشور نہیں ہے (اتھروید - کانڈ ۱۳ - انوواک ۴ منتر ۱۶ - ۱۷ - ۱۸)

(۴) اس پرش (پرمیشور) نے پرتھوی یعنی زمین کے بنانے کیلئے پانی سے رس کو لیکر مٹی کو بنایا - اسیطرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت سے پیدا کیا - یہ تمام قدرت و صنعت اسکی ہے (یجروید - ادھیائے ۳۱ - منتر ۱۷)

ان مطالب کے ملاحظہ کے بعد ناظرین کو اچھی طرح معلوم ہو جائیگا کہ ان کتابوں میں بھی توحید کی تعلیم صاف الفاظ میں موجود ہے - لیکن انکے ماننے والوں نے دوسری عبارتوں سے غلط مطلب سمجھکر یا غلط تاویلیں کرکے توحید کے عقیدہ کو مخلوط اور مغشوش کر دیا ہے - اور حقیقت سے بہت دور چلے گئے ہیں قدیم ازلی کے قدم و ازلیت میں ناحق کوشی کرکے زبردستی دوسری حادث چیزونکو شریک کرکے غیر صحیح عقیدہ اختیار کر لیا ہے - یا یہ کہ خود تصنیف کرنے والوں نے ہی شرک کے مطالب کی ہدایت کی تھی اور آج تک اسکی پیروی ہو رہی ہے - لیکن توحید کی پرزور حقانیت کا پھر بھی اتنا اثر ہے کہ آج تک ان کتابوں کے کچھ الفاظ پکار پکار کر توحید کی شہادت دے رہے ہیں،

اس مقام پر یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ اِن کتابوں میں توحید کی تعلیم کا پتہ ملجانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ کتابیں آسمانی بھی تسلیم کیجائیں جیسا کہ اُنکے ماننے والے بجائے خود دعوے کرتے ہیں یا یہ کہ تعلیم مذکور کے علاوہ جو دیگر مطالب خلاف حق اُنمیں موجود ہیں وہ بھی مستند سمجھ لیے جائیں یا یہ کہ شرک کی تعلیم سے اُنھیں بری سمجھ لیا جاوے بلکہ جو خیال اُن کی نسبت قائم ہو چکا ہے وہ بدستور قائم ہے۔ یہاں صرف یہ دکھایا گیا ہے کہ باوجود خلاف حق تعلیمات کے توحید کی قوت نے اُنکے مصنفین سے اپنی تائید کرا چھوڑی۔

ادلہ توحید

توحید کا عقیدہ صرف تقلیدی عقیدہ نہیں ہے کہ چونکہ قرآن وحدیث میں اسکی ہدایت ہے اسلئے مان لیا گیا ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ عقل سلیم کی میزان میں تُلا ہوا عقل کی کسوٹی پر کسا ہوا ہر طرح سنجیدہ وپسندیدہ اعتقاد ہے۔ اُسکی حقیقت پر دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ موجود ہیں جو مبسوط کتابوں میں پورے استدلال کے ساتھ مذکور ہیں ہم اس رسالہ کی حیثیت کے موافق سہل وآسان طریقہ سے بطور مختصر بیان کرتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ ناظرین غور وانصاف کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔

اول بطور تمہید اس بات کا سمجھ لینا ضرور ہے کہ موجود کی دو قسمیں ہیں ایک واجب دوسرے ممکن واجب الوجود وہ ہے جسکی ذات خود مقتضی وجود ہو جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اپنے موجود ہونے میں کسی موجد اور اپنے غیر کا محتاج نہو یا اسطرح

کہا جائے کہ جسکے معدوم ہونے یا معدوم فرض کرنے سے کوئی محال عقلی لازم آئے۔ یا یوں کہا جائے کہ جسکا ہمیشہ موجود ہونا ضروری اور کسی وقت بھی معدوم ہونا محال ہو ایسے واجب الوجود کا عالم میں وجود ضروری ہے ورنہ اگر تمام موجوات کو ممکنات ہی فرض کیا جائے تو پھر عالم میں کوئی چیز موجود ہی نہو گی۔ ممکن وہ ہے جسکی ذات نہ مقتضی وجود ہو نہ مقتضی عدم اور وہ اپنے موجود ہونے میں کسی موثر کا محتاج ہو جبتک کوئی سبب ایجاد موجود نہو گا کوئی ممکن وجود میں نہ آسکے گا۔ اسکے بعد ہم توحید کی سات دلیلیں بیان کرتے ہیں۔

پہلی دلیل۔ یہ ہے کہ سوائے فرقہ دہریہ کے تمام عالم موجد و صانع عالم کے وجود کا قائل ہے اور جب صانع کا وجود مسلم ہو گیا ہے اور بحث صرف اسکے تعدد اور وحدانیت میں ہے۔ تو ایک خدا ہونا تو اجماعی ہو گیا اور سب کے نزدیک قابل تسلیم قرار پا گیا جس سے عالم کیلئے موثر کی جو ضرورت تھی وہ پوری ہو گئی اب جو لوگ ایک سے زائد کا دعوی کرتے ہیں دلیل پیش کرنا انکے ذمہ لازم ہو گا اور انھیں پر دوسرے خدا کے ہونے کی ضرورت کا ثابت کرنا بھی ضروری ہو گا۔ اسلئے کہ کوئی دلیل آج تک کسی کے کلام میں ایسی نظر نہیں آئی جو کچھ بھی قوت رکھتی ہو۔ اور جب وہ لوگ کوئی درست دلیل قائم نہیں کر سکے تو زائد کا وجود قابل انکار قرار پایا اور وحدانیت کا عقیدہ صاف ہو گیا۔

دوسری دلیل اگر خدا دو فرض کئے جائیں تو ضرور ہو گا کہ دونوں واجب الوجود کی دو فردیں ہوں یعنی واجب الوجود ہونے میں دونوں شریک ہوں اور یہ بھی ضرور ہو گا کہ باہمی امتیاز کیلئے یعنی ایک کو دوسرے کے مقابلہ میں پہچانے جانے کیلئے ہر ایک میں کوئی ایسی جداگانہ بات جسکے سبب سے دونوں جدا جدا دو کہے جا سکیں نتیجہ یہ ہو گا

کہ ہر ایک میں دو چیزیں ماننا پڑیں گی۔ ایک تو وہ چیز جو موجب اشتراک ہے اور ایک وہ جو وجہ امتیاز ہے جنھیں مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز کہتے ہیں اور جس چیز میں اجزا ہوں وہ مرکب ہوتا ہے۔ اور مرکب ہونا ممکن کی شان ہے اسلئے کہ مرکب اپنے اجزا کا محتاج ہوتا ہے اور محتاج ہونا ممکن کے خواص سے ہے لہذا وہ دونوں واجب الوجود نہ رہیں گے اور اسی وجہ سے وہ دونوں خدائی استحقاق سے خارج ہو جائیں گے۔

تیسری دلیل۔ اگر خدا دو ہوں گے تو انہیں ضرور ایسا امتیاز لازم ہوگا کہ وہ دو ذات دو کہے جا سکیں پس اگر امتیاز کا سبب خود انھیں کی ذات ہوگی جو واجب الوجود ہے۔ تو واجب الوجود کا حمل ان پر عرضی کہنا پڑے گا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک اپنے واجب الوجود ہونے کی خود علت ہو جائے گا حالانکہ کوئی شئے خود اپنی علت نہیں ہو سکتی۔ اور اگر سبب امتیاز علاوہ ذات کے کوئی دوسرا امر ہوگا تو غیر کی طرف احتیاج لازم آئیگی اور جو محتاج ہوگا وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

چوتھی دلیل۔ اگر خدا کو واحد نہ کہیں گے تو کثیر یعنی ایک سے زائد کہنا پڑے گا اور جس چیز میں کثرت ہو اگرچہ فرضی اور ذہنی ہی کثرت ہو وہ ہمیشہ آحاد کی محتاج ہوا کرتی ہے اور جو محتاج ہے وہ ضرور ممکن ہے اسکا عکس نقیض یہ ہوگا کہ جو ممکن نہیں وہ محتاج بھی نہیں اور یہ قوت میں اس قضیہ کے ہے کہ جو ممکن نہیں وہ متکثر بھی نہیں بنابریں خدائے ازلی چونکہ ممکن نہیں بلکہ واجب الوجود ہے لہذا وہ متکثر بھی نہوگا بلکہ بجمیع جہات واحد ہی ہوگا۔

پانچویں دلیل اگر دو خدا ہوں اور ایک انمیں سے کسی چیز کے ایجاد کا ارادہ کرے اور دوسرا بھی اسی چیز کے ایجاد کا ارادہ کرے تو سوال پیدا ہوگا کہ جب وہ شی موجود ہو جائیگی

تو اُسکا وجود دونوں کے اثر قدرت اور ارادہ ایجاد سے ہوگا۔ یا خاص کسی ایک کی قدرت وارادہ سے پہلی صورت میں ایک معلول کیلئے دو علتیں ماننا پڑیں گی اور دوسری صورت میں ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی۔

چھٹی دلیل۔ دلیل تمانع ہے جو قرآن کی آیہ کریمہ لوکان فیہما الھۃ الا اللہ لفسدتا سے مستنبط ہے اور تقریر اسکی اسطرح ہے کہ اگر صانع عالم دو فرض کئے جائیں تو ضرور ہوگا کہ دونوں قدیم اور واجب الوجود ہوں اسلئے کہ حادث اور ممکن صانع عالم نہیں ہوسکتا بنابرین لازم ہوگا کہ دونوں عالم وقادر بھی ہوں۔ پھر اسکے بعد دیکھا جائے گا کہ اُنمیں سے ایک کو دوسرے کی مخالفت کی بھی قدرت حاصل ہے یعنی ایک کے مقصد کو دوسرا روک سکتا ہے اور روکنے کی قدرت رکھتا ہے یا نہیں۔ اگر قدرت نہیں رکھتا ہے تو اسکا عاجز ہونا لازم آئیگا اور جسکی قدرت عام نہیں اور وہ کسی چیز میں بھی عاجز ہے وہ خدا نہیں ہوسکتا اور اگر روک سکتا ہے تو جسکا مقصد رک جائیگا وہ عاجز قرار پاکر خدا ہونے کی قابل نرہیگا اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ دونوں ملکر کام کرتے ہیں اور باہمی مشاورت ومصالحت سے سب امور واقع کرتے ہیں اختلاف کی نوبت ہی نہیں آتی جسکے بعد ایک کی طرف سے دوسرے کے ارادہ کو روک سکنے یا نہ روک سکنے میں بحث کا موقع ہوتا۔ تو جواب اسکا یہ ہوگا کہ بے شک مصالحت ومشاورت سے تمانع کا وقوع ضرور نہوگا۔ یعنی مخالفت کی خرابیاں پیش نہ آئیں گی۔ لیکن پھر بھی صحت وامکان اسکا قابل تسلیم رہیگا یعنی اس بات کو ماننا پڑے گا کہ وہ اختلاف کرسکتے ہیں اور انہیں اختلاف کرنے کی قدرت موجود ہی اسلئے کہ دونوں کو قادر فرض کیا گیا ہے لہذا ضرور ممکن ہوگا کہ وہ اختلاف کریں اور اس دلیل کی بنا تمانع کے امکان پر ہے نہ وقوع پر لہذا لازم ہوگا کہ ایک کی قدرت کو محدود

مان کربعض چیزوں میں اسے عاجز کہا جائے اور جب ایسا ہوگا تو وہ ہرگز الہ نہوسکیگا
اور اگر یہ کہا جائے کہ دونوں کی طبیعت ایک ہی طرز و انداز کی ہے اور جو ایک کا
مقصد ہوتا ہے وہی دوسرے کا بھی ہوتا ہے اور انمیں اختلاف کا مادہ ہی نہیں ہے
تو اس صورت میں دونوں مجبور و عاجز قرار پائیں گے اور کوئی بھی الہ ہونیکی قابل ہرگز نہیگا
اس دلیل کی تقریر اسطرح بھی ہوسکتی ہے کہ اگر خدا دو فرض کئے جائیں تو یقیناً
قدرت میں بھی دونوں برابر ہوں گے۔ اور ہر ممکن کی طرف ہر ایک کی نسبت بھی برابر
ہوگی پس اگر ایک خدا کسی چیز کے ایجاد کا قصد کرے اور دوسرا اسکے خلاف قصد کرے
جیساکہ برابر کی قوت و طاقت والے دو شخصوں میں ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کو مغلوب
کرکے ہر ایک اپنا ہی سکہ جمانا چاہا کرتا ہے۔ مثلاً ایک چاہتا ہے کہ آسمان کو حرکت دے
اور دوسرا چاہتا ہے کہ ساکن رکھے۔ یا مثلاً ایک چاہتا ہے کہ آفتاب طلوع کرے اور
دن ہوجائے اور دوسرا چاہتا ہے کہ آفتاب طلوع نکرے اور رات باقی رہے اس
صورت میں یا تو دونوں کا مطلوب حاصل ہوگا یا اس جھگڑے میں دونوں میں سے
کسی کا بھی مطلب حاصل نہوگا یا ایک کا مطلب حاصل ہوگا اور دوسرے کا نہ ہوگا
پہلی صورت میں اجتماع نقیضین لازم آئیگا اور دوسری صورت میں دونوں کا عجز
لازم آئیگا اور دونوں کی قدرت خلل پذیر ہو جائے گی۔ اور تیسری صورت میں جسکا
مطلوب حاصل نہوگا اسکا خدا ہونا بھی مسلم نہوگا۔ اور چونکہ یہ خرابیاں ایک سے زائد
اللہ ماننے سے پیدا ہوئی تھیں لہذا ثابت ہوجائیگا کہ زائد کا خدا ماننا فاسد و باطل
ہے اور جو ذات خدا تسلیم کرنے کے لائق ہے وہ صرف ایک ہی ہے۔
اور اسی دلیل کیطرف اس آیت میں بھی اشارہ ہے۔ قل لو کان معہ الٰھۃ

کما یقولون اذا لابتغوا الیٰ ذی العرش سبیلا۔ اور نیز یہ آیت بھی مؤید مطلب ہے
ما اتخذ اللہ من ولد وما کان معہ من الٰہ اذا لذھب کل الٰہ بما خلق ولعلا
بعضھم علی بعض سبحان اللہ عما یصفون ط اس مختصر عبارت میں دو مستحکم دلیلیں
مندرج ہیں۔ پہلی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر خدائے برحق کے سوا کوئی دوسرا معبود
بھی ہوتا تو وہ اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق کو دوسرے کی پیدا کی ہوئی مخلوق سے جداگانہ
اور ممتاز رکھنا چاہتا اور اپنی مخلوق پر دوسرے کا قابض و متسلط رہنا گوارا نہ کرتا اور
کسی طرح گوارا نکرتا کہ اسکے مخلوق چیزیں دوسرے کی طرف منسوب ہو جائیں۔ حالانکہ
کہیں آج تک ایسا ظاہر نہیں ہوا لہذا ثابت ہو گیا کہ دوسرے خدا کا وجود غلط اور
بے اصل ہے۔ دوسری دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کئی خدا ہوتے تو ایک دوسرے
کو دبانا چاہتا اور اپنے ہی غالب رہنے کا درپے رہتا جیسا کہ بادشاہان دنیا کا عمل
درآمد ہے اور بنا بر دوسری تفسیر کے ہر ایک دوسرے کے مطلوب و مراد میں مزاحم ہوتا
اور تمانع کی نوبت پہونچتی۔ اور باہم جنگ و پیکار ہوتی اور نظام درہم و برہم ہو کر
زمین و آسمان سب خراب و فاسد ہو جاتے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ صرف ایک ہی
مقدس ذات خدا ہے، اور دوسرے خدا کا ہونا ناممکن و محال ہے اور دلیل مذکور
کی تقریر یوں بھی ہو سکتی ہے کہ اگر خدا دو ہوں تو ہم دریافت کریں گے کہ عالم کے
پیدا کرنے میں انمیں سے ایک کی قدرت اور ایک ہی کا ارادہ کافی ہے اور وہی بذات
خود مستقلاً عالم کو پیدا کر سکتا ہے یا دونوں کے ارادہ و قدرت کی ضرورت ہے یعنی جبتک
دونوں کا قصد و ارادہ جمع نہو جائے۔ اور دونوں ملکر کام نکریں عالم امکان کی کوئی
چیز وجود میں نہیں آسکتی۔ دوسری صورت میں لازم آئیگا کہ ایک معلول کا وجود دو مستقل

علتونسے حاصل ہوا اور یہ محال ہی اور پہلی صورت میں جسکا ارادہ اور جسکی قدرت تنہا اور بالاستقلال کافی ہی وہی خدا ہوگا۔ اور دوسرا مخلوقات میں داخل سمجھا جائیگا۔ اس مقام پر ایسے لوگوں کو جو ایک سے زائد خدا کے قائل ہیں یہ بھی زحمت ہوگی کہ عبادت کسکی اور کسطرح کریں۔ یعنی دونوں کی یا ایک کی لہذا ہر ایک دلیل پیش کریں اور ہر ایک کے وہ احکام دکھائیں جس سے وہ راضی ہوسکے اسلئے کہ عبادت میں بدعت حرام ہی۔ اور معبود کے حکم کے موافق عبادت کرنا واجب ہے اور کسی کو معبود ماننا اور عبادت کا طریقہ معلوم نہ کرنا بے معنی بات ہے۔

ساتویں دلیل آیہ وافی ہدایہ۔ قل أرأیتم ما تدعون من دون اللہ أرونی ماذا خلقوا من الأرض أم لهم شرك في السموات ائتوني بكتاب من قبل هذا أو أثارة من علم إن كنتم صادقين سے مستنبط اور جناب امیر المومنین ع کے کلام بلاغت نظام سے ماخوذ ہی حضرت نے اپنے فرزند اکبر حضرت امام حسن ع سے ارشاد فرمایا۔

اعلم انه لو کان لربك شریك له — سمجھو کہ اگر تمھارے پروردگار کا کوئی شریک بھی ہوتا تو

لأتتك رسله ولرأيت آثار ملكه و — تمھارے پاس اسکے بھی رسول آتے اور اسکی بادشاہی

سلطانه ولعرفت صفته وافعاله — وسلطنت کے آثار تم دیکھتے اور اسکے افعال وصفات کی

لكنه اله واحد كما وصف نفسه — تمھیں معرفت ہوتی مگر یہ کچھ نہیں ہی خدائے حقیقی فقط معبود

لا يضاده في ذلك احد ولا يحاجه — یکتا ہی جسطرح اُسنے اپنی صفت بیان کردی ہی نہ اسکا کوئی

وانه خالق كل شئ۔ — مقابل ان امور میں ہی اور نہ مناظر وہی ہر چیز کا خالق ہے

اسکی توضیح یہ ہے کہ جہانتک ہمنے خود دیکھا اور ہمارے اسلاف نے ہمیں خبر دی اور جہانتک دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالی اور مورخین اور سیاحان عالم کے اقوال دیکھے تو ایک ہی خدا کا ذکر و تذکرہ نظر آیا اُسی کے مناظر قدرت اور مظاہر صنعت کا پتہ ملا زمین سے آسمان تک تحت سے ثریا تک فرش سے عرش تک کسی دوسرے خدا کا پتہ بھی نہ ملا

نہ کسی کا کوئی جداگانہ کارخانہ دکھائی دیا نہ کوئی دوسرا نظام و انتظام معلوم ہوا آجتک جتنے ہادیان مذہب اور رہنمایان ملت آئے سب ایک ہی خدا کیطرف سے آئے اور اُسکی طرف دعوت و ہدایت کرتے ہوئے آئے اوسکی احکام لائے اسیکی کتابیں اور اُسی کے صیحفے پہونچائے۔ جتنے حضرات نبوت کا خلعت فاخرہ پہنکر عالم میں پہونچے ایک ہی خدا کی عبادت کرتے رہے اور ایک ہی خدا کے دین کی ہدایت بھی کرتے رہے۔ کسی دوسرے خدا کا نہ کوئی فرستادہ یا سفیر آیا نہ کوئی نبی و رسول نہ کوئی کتاب نہ اسکا کوئی کارخانہ بلکہ یہ سب بزرگوار دوسرے خدا کی ہمیشہ نفی کرتے رہے اور کھلے الفاظ میں دوسرے خدا کے عقیدہ سے مانع رہے۔ اِن واقعات پر مطلع ہوکر اور ان حالات میں غور کرکے ہر عاقل اچھی طرح فیصلہ کر سکتا ہے کہ ایک ہی ذات پاک خدائے خلق اور الہ برحق ہے اگر کوئی دوسرا خدا ہوتا تو کہیں تو اسکی سلطنت و جہانداری کے آثار نظر آتے کسی جگہ تو اسکی قدرت و مملکت کا سراغ ملتا کوئی نبی تو اسکی طرف سے آتا کوئی کتاب تو اُسکی جانب سے نازل ہوتی کہیں تو اسکا پتہ ملتا اور جب تلاش کے بعد بھی نام و نشان نہیں اور ابتدائے دنیا سے آجتک کہیں پتہ نہیں تو بالیقین ثابت ہوگیا کہ ہرگز کوئی دوسرا خدا نہیں ہے بلکہ لوگوں کے وہم نے اور جاہلوں کے خیال نے صرف فرض کرکے دوسرے خدا کا نام لے لیا ہے اور حق کی مخالفت کے جوش میں دل سے گڑھ کر کجروی اختیار کر لی ہے اور بالفرض بالکس بفرض محال اگر ایسا خدا موجود بھی ہو جسکے نہ قدرت کا پتہ نہ حکمت کا اثر نہ اسکی صنعت گری کا ظہور نہ اسکی سلطنت کا کہیں نشان تو وہ ایک ادنی مخلوق سے بھی کمتر سمجھا جائیگا اور مہمل و معطل و بیکار ہونے کی وجہ سے درحقیقت خدا نہوگا اور کسی طرح الٰہ کہے جانے کا سزاوار نہوگا۔

ایک ضروری تنبیہ خدائے برحق کو چھوڑ کر جن لوگوں نے اپنے لئے دوسرا خدا تسلیم کر لیا۔ یا دوسرے کو خدا شریک قرار دیا انھوں نے صانع عالم اور خالق حقیقی کی شان ہی کو نہیں پہچانا۔ اور وہ نہیں سمجھے کہ الٰہ و معبود کیلئے عقلاً کیا صفات ضروری ہیں اور کن اوصاف سے اسکا متصف ہونا لازم ہے۔ اور کیا کیا صفات اسکی شان معبودیت کے خلاف ہیں اور کن کن باتوں سے اسکا پاک و منزہ ہونا واجب ہے لہٰذا جاہلانہ طور پر جسے چاہا معبود بنا لیا اور جسے چاہا خدا سمجھنے لگے اور جس چیز کو دل نے اجازت دیدی الٰہ فرض کر لیا اور اسکے سامنے سر جھکا دیا اگر خدا کی شان ارفع و اعلیٰ سے اچھی طرح واقف ہو گئے ہوتے تو ہرگز ہرگز خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کسی دوسرے کو خدا سمجھنے کا خیال بھی دلمیں نہ لاتے۔ اور کسی چمکتے ہوئے ستارے یا بولتے ہوئے کھلونے کو خدا کہنے کی جرأت نکرتے۔ ہر منصب کے لئے ایک شان ہوتی ہے ہر عہدہ کے لئے شرائط ہوتے ہیں جو پیشتر سے طے شدہ ہوتے ہیں اور جب اس منصب و عہدہ کیلئے کوئی تجویز کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے یہ امر دیکھ لیا جاتا ہے کہ وہ شان اور وہ شرائط اسمیں موجود ہیں یا نہیں اگر ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ شخص اس منصب کی لائق ہے اور اُس عہدہ کا اہل ہے تو اسے تسلیم کر لیا جاتا ہے اور اگر شرائط سے عاری پایا جاتا ہے تو اسکے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ اسی قاعدہ کا خیال چھوڑ دینے سے آج دنیا میں طرح طرح کی خرابیاں نظر آ رہی ہیں اور اختلاف کی آندھیاں چل رہی ہیں مذہبی خیالات منتشر ہو رہے ہیں اور اسیر وساوس نفسانیہ اور تعصبات واہیہ کا شکار ہو کر سیکڑوں فرقے پیدا ہو گئے ہیں کہیں توحید میں اختلاف ہو رہا ہے کہیں نبوت میں نزاع ہے کہیں خلافت کا جھگڑا ہے جو کسی طرح طے نہیں ہوتا اور کسی عنوان

یکسو نہیں ہو سکتا لہذا ہم اجمالی طور سے الوہیت کی شان کا یہاں بیان کرتے ہیں تاکہ ناظرین کے لئے باعث ہدایت ہو۔

شان معبودیت

ادلہ قاطعہ سے ثابت ہے کہ صانع عالم کے لئے واجب الوجود ہونا لازم ہے۔ بنابریں ضروری ہوا کہ جو باتیں واجب الوجود میں ہونی ضرور ہیں وہ سب اسمیں موجود ہوں مثلاً ضروری ہے کہ وہ قدیم ہو ازلی و ابدی ہو ہر چیز پر قادر ہو ہر شے کا عالم ہو جسم و جسمانیات و شکل و صورت و رنگ سے منزّہ ہو۔ اُسمیں نہ کوئی چیز حلول کر سکتی ہو نہ وہ کسی چیز میں حلول کر سکتا ہو نہ وہ کسی چیز کا جز ہو اور نہ خود صاحب اجزا ہو نہ وہ قابل رویت بصر ہو اور نہ لائق اشارۂ حسیہ ہو نہ کلّی ہو نہ جزئی ہو جوہر ہو نہ عرض ہو ہر طرح صاحب اختیار ہو صفات اُسکے عین ذات ہوں کوئی چیز اسکی قدرت سے خارج نہو اسکا علم ہر چیز کو محیط ہو وہ ہر طرح کامل بالذات ہو کسی قسم کا نقص و عجز اُسمیں نہو ہر طرح غنی ہو کسی چیز کا محتاج نہو نہ اُسکے لیے موت ہو نہ فنا ہو زمان و زمانیات اور مکان و مکانیات سے منزہ ہو نہ خستگی اسے عارض ہوتی ہو نہ نیند نہ جوانی عارض ہو نہ پیری نہ مرض نہ بیماری وہ ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ باقی رہے نہ اسکے زوجہ ہو نہ کوئی بیٹا اور نہ وہ خود کسی سے متولد ہوا نہ اسکا کوئی مقابل ہو نہ ہمسر۔

یہ تمام مطالب اپنے مقام پر مضبوط دلیلوں سے ثابت شدہ ہیں ہمنے اختصار کے خیال سے ادلہ کا ذکر ترک کردیا ہے البتہ چند فقرات جناب امیر المومنین ؑ کے ایک خطبہ سے تبرکاً نقل کرتے ہیں جسمیں حضرت نے معبود برحق کی شان کا نقشہ دکھایا ہے۔ تاکہ دیدۂ دل روشن و منور ہو جائیں۔

الواحد الاحد الصمد الذی لا
یغیرہ صروف الازمان ولا یتکاده
صنع شئی کان انما قال لما شاء ان
یکون فکان ابتدع ما خلق بلا امثال سبق
ولا تعب و لا نصب وکل صانع شئ
فمن شئ صنع والله لا من شئ
صنع ما خلق وکل عالم فمن بعد جهل
یعلم والله لم یجهل ولم یتعلم احاط
بالاشیاء علما قبل کونها فلم یزدد
بکونها علما علمہ بها قبل ان یکونها
کعلمہ بها بعد تکوینها لم یکونها لتشدید
سلطان ولا خوف من زوال و لا نقصان
ولا استعانۃ علی ضد مثاور ولا ند
مکاثر ولا شریک مکابر لکن خلائق
مربوبون و عباد داخرون فسبحان الذی
لا یؤدہ خلق ما ابتدأ ولا تدبیر ما برأ
ولا من عجز ولا من فترۃ بما خلق اکتفی
علم ما خلق وخلق ما علم لا بالتفکیر
فی علم حادث اصاب ما خلق ولا شبهۃ

وہ خدائے واحد و یکتا بے نیاز ایسی ذات ہے کہ زمانہ کی گردشیں
اسمیں کوئی تغیر پیدا نہیں کر سکتیں اور نہ اسے مخلوقات میں سے
کسی کا پیدا کرنا شاق و گردان ہوتا ہی۔ بس اسیقدر ہی کہ جس چیز
کو پیدا کرنا چاہتا ہی کن فرما دیتا ہی۔ (یعنی تو پیدا ہو جا) فوراً وہ
شی ہو جاتی ہی۔ جو کچھ اسنے پیدا کیا ہی وہ بغیر کسی پہلے نمونہ کے
پیدا کیا ہی اور بغیر کسی زحمت و مشقت کے پیدا کیا۔ ہر بنانیوالا
ایک شے کو دوسری شے سے پیدا کیا کرتا ہی مگر خدا نے جو کچھ بنایا وہ
بغیر کسی شی (شل مادہ) کے بنایا۔ ہر صاحب علم جہل کے بعد عالم ہوتا ہی
مگر خدا معاذ اللہ جاہل تھا نہ اسنے علم کسی سے سیکھا۔ وہ تمام چیزوں کی انکی
خلقت سے پیشتر سے اپنے علم سے احاطہ کئے ہوے ہی لہذا پیدا کر دینے کے
بعد نسبت پہلے علم کے اسکے علم میں کوئی زیادتی نہیں ہو گئی بلکہ جسقدر
انکی تکوین سے پہلے اسے انکا علم تھا اسیقدر تکوین کی بعد ہا اسنے مخلوقات
کو نہ اسلئے پیدا کیا کہ اسکی سلطنت مضبوط ہو جائے اور نہ اسلئے کہ اسے زوال
سلطنت یا نقصان کا کوئی اندیشہ تھا اور نہ اسلئے کہ قوی مقابلہ کرنیوالی یا
کسی زبردست ہمسر یا کسی جھگڑالو شریک کے مقابلہ میں استقامت مقصود تھی بلکہ جسقدر
پیدا کیا وہ سب اسکی پرورش یافتہ مخلوق اور ذلیل و سرافگندہ بندے ہیں پس پاک
ہی وہ خدا جسنے مخلوق کا پیدا کرنا دشوار ہی نہ انکی اصلاح و تدبیر کرنا۔ ایسا
نہیں ہے کہ جو کچھ اسنے پیدا کر دیا ہی سست ہو کر اسپر اکتفا کر لی ہو بلکہ وہ ہمیشہ سب
کچھ پیدا کر سکتا ہی اسنے جو کچھ پیدا کیا ہی اسکا عالم بھی ہی اور جو اسکا علم

دخلت علیہ فیما لم یخلق لکن قضاء مبرم
وعلم محکم وامر متقن توحد بالربوبیۃ
وخص نفسہ بالوحدانیۃ واستخلص بالمجد
والثناء وتوحد بالتوحید والمجد والسناء
وتوحد بالتحمید وتمجد بالتمجید وعلا عن
اتخاذ الابناء وتطہر وتقدس عن ملامسۃ
النساء وعز وجل عن مجاورۃ الشرکاء
فلیس لہ فیما خلق ضد ولا لہ فیما ملک ند
ولم یشرک فی ملکہ احد الواحد الاحد
الصمد المبید للابد والوارث للامد
الذی لم یزل ولا یزال وحدانیا
ازلیا قبل بدء الدہور وبعد صرف
الامور الذی لا یبید ولا ینفد
بذلک اصف ربی فلا الہ الا اللہ
من عظیم ما اعظمہ ومن جلیل ما
اجلہ ومن عزیز ما اعزہ وتعالی اللہ
عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔

اسکی موافق اُسنے خلق کیا ہی۔ ایسا نہیں ہی کہ اشیاء حادثہ میں غور
کر لینے کے بعد درست پیدا کیا ہی اور نہ ایسا کہ جو چیزیں اُسنے پیدا نہیں
کیں انمیں اسے کوئی اشتباہ عارض ہوا تھا۔ جو کچھ ہی وہ اسکی محکم رای
اور زبردست علم اور مضبوط کارروائی کا نتیجہ ہی۔ وہ اپنی ربوبیت میں
یکتا ہی اور یکتائی اُسنے خاص اپنے لئے قرار دی ہی اور مجد وثنا کا وہی
خالص مستحق ہی۔ اور وحدانیت وعظمت میں وہی متفرد ہی وہ تحمید وتمجید میں
متوحد ویکتا ہی۔ وہ اس سے منزہ ہی کہ اپنے لئے بیٹے قرار دے۔ اور اس سے
بھی برتر ہی کہ کسیکو زوجہ بنائے اور اس سے بھی بزرگتر ہی کہ کوئی شریک اسکا
ہمراہ ہی۔ پس مخلوقات میں اسکا کوئی ضد ہی اور نہ اسکی مملکت میں کوئی
مقابل اور نہ اسکے ملک میں شریک وہ واحد یکتا و بے نیاز ہی۔ دہر کا
فنا کرنیوالا ہی اور بعد فنا کرنے کے ہر چیز کا وارث ہی۔ وہ ہمیشہ سے
یکتا رہا ہی اور ہمیشہ رہیگا زمانہ کی خلقت سے قبل وہ ازلی تھا اور
امور کی گردشوں کے بعد وہ باقی رہیگا۔ وہ نہ کبھی تمام ہوتا ہی
اور نہ ہلاک ہوتا ہی۔

میں اپنے رب کا ان الفاظ میں وصف کرتا ہوں بیشک
اسکے سوا کوئی معبود نہیں جو نہایت عظیم اور ہر طرح جلیل ہی
اور ہر صورت سے وہ غالب وزبردست ہی۔ اسکے بابمیں
ارباب ظلم جو کچھ کہتے ہیں اس سے اسکی ذات بلند وبرتر ہے۔

مزید برکت وہدایت کیلئے حضرت کے دوسرے خطبہ جلیلہ سے بھی چند فقرات درج کئے جاتے ہیں۔

ما وحده من كيفه ولا حقيقته اصاب
من مثله ولا اياه عنى من شبهه
ولا صمده من اشار اليه وتوهمه كل معروف
بنفسه مصنوع وكل قائم في سواه معلول
فاعل لا باضطراب آلة مقدر لا بجول
فكرة غني لا باستفادة لا تصحبه
الاوقات ولا ترفده الادوات.
سبق الاوقات كونه والعدم وجوده
والابتداء ازله بتشعيره المشاعر
عرف ان لا مشعر له وبمضادته بين
الامور عرف ان لا ضد له وبمقارنته
بين الاشياء عرف ان لا قرين له
مولف بين متعادياتها مقارن بين
متبايناتها مقرب بين متباعداتها
مفرق بين متدانياتها لا يجري عليه
السكون والحركة وكيف يجري عليه
ما هو اجراه ويعود فيه ما هو ابداه
ويحدث فيه ما هو احدثه اذاً لتفاوتت
ذاته ولتجزأ كنهه لم يلد فيكون

وہ شخص موحد نہیں ہے جو خدا کو کیفیت سے متصف کرے اور نہ حقیقت
تک وہ شخص پہونچا جسنے اسکا مثل تجویز کیا اور نہ خدا کو مراد لیا اسنے
جسنے اسکا شبیہ ٹھہرایا اور نہ صمد سمجھا خدا کو اس شخص نے جسنے اشارہ
اسکی طرف کیا اور اسکا توہم کیا جسکی کنہ ذات پہچان کیجاتی ہے وہ خدا
نہیں ہے مصنوع ہے اور جو چیز اپنے غیر میں قائم ہو جاتی ہے وہ معلول ہے
وہ معبود فاعل حقیقی ہے مگر نہ کسی آلہ کے ذریعہ سے وہ اندازہ قرار دینے والا
ہے مگر نہ بذریعہ فکر و تفکر کے۔ وہ غنی ہے مگر کسی سے فائدہ حاصل کرکے غنی
نہیں ہوا۔ نہ اسکے ساتھ ساتھ اوقات ہیں اور نہ اسکے مددگار
اعضا ہیں۔ اوقات کے وجود سے اسکی ذات سابق ہے اور عدم سے اسکا
وجود مقدم اور ازل سے اسکی ابتدا مقدم ہے چونکہ حواس اسکے بنائے ہوے
ہیں اس سے معلوم ہوا کہ وہ خود حواس سے بری ہے اور اسی نے چونکہ امور میں
ضدیت قرار دی اس سے ثابت ہوا کہ خود اسکا ضد کوئی نہیں اور اشیا
میں چونکہ اسی نے مقارنت مقرر فرمائی ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ
اسکا کوئی قرین نہیں ہے وہی مخالف چیزوں کا مرکب کرنیوالا ہے اور
متبائن چیزوں میں مقارنت و نزدیکی کر دینے والا ہے اور دوری رکھنے والی
چیزوں کا قریب کرنیوالا اور باہم ملنے والی چیزوں کا دور کر دینے والا
ہے۔ نہ اسپر سکون جاری ہوتا ہے نہ حرکت اور فی الواقع جس چیز کو
خدا ہی نے جاری کیا ہے وہ خود اسکی ذات پر کسطرح جاری ہو سکتی
ہے اور جن چیزوں کو اسی نے پیدا کیا ہے وہ پھر کر اسمیں کسطرح آ سکتی ہیں

مولودا ولم یولد فیصیر محدودا
جل عن اتخاذ الابناء وطهر عن
ملامسة النساء - لا تبلیه اللیالی
والایام ولا تغیره الضیاء والظلام
ولا یوصف بشیء من الاجزاء والجوارح
والاعضاء ولا بعرض من الاعراض
ولا بالغیریة والابعاض لیس فی الاشیاء
بوالج ولا عنها بخارج یخبر لا بلسان
ولهوات ویسمع لا بخروق وادوات
یقول ولا یلفظ ویحفظ ولا یتحفظ
یقول لما اراد کن فیکون لا بصوت
یقرع ولا بنداء یسمع انما کلامه
سبحانه فعل منه انشاه ومثله لم
یکن من قبل ذلک کائنا ولو کان
قدیما لکان الها ثانیا۔

اپنی حادث کی ہوئی چیز اسمیں کسطرح حادث ہوسکتی ہی ایسا ہو تو اسکی ذات میں تغیر
ماننا پڑیگا اور اسکی کنہ میں جز تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اُسنے کیسکو اپنی صلب سے[1]
پیدا نہیں کیا۔ ورنہ وہ خود مولود بھی ہوسکیگا اور نہ وہ کسی سے متولد
ہے ورنہ وہ محدود کیا جائیگا۔ وہ اولاد و ازواج سے منزہ
ہی۔ نہ اُسے رات دن کہنہ کرتے ہیں اور نہ ظلمت و ضیا اسمیں
تغیر ڈالتے ہیں نہ وہ اجزا کے ساتھ وصف کیا جاتا ہی نہ جوارح
و اعضا کے ساتھ نہ کسی عرض یا غیریت و ابعاض کے ساتھ نہ
وہ کسی چیز کے اندر داخل ہی نہ کسی چیز سے خارج۔ وہ خبر دیتا ہی مگر
نہ لسان و لہوات سے وہ سنتا ہی مگر نہ کانوں کے سوراخ سے
وہ بغیر تلفظ کے کلام کرتا ہی وہ اوروں کا حافظ ہی مگر خود اسی اپنے
حفاظت کی ضرورت نہیں جس چیز کو وہ چاہتا ہی کن کہنے
سے پیدا ہو جاتی ہی نہ کوئی آواز محسوس ہوتی ہی نہ ندا سنی
جاتی ہی۔ اسکا کلام بھی اسیکا پیدا کیا ہوا ہی اُسکے تکلم سے پہلے
موجود نہیں ہوتا۔ اور اگر پہلے سے موجود اور قدیم ہوتا وہ
وہ دوسرا اِلٰہ سمجھا جاتا۔

ان عبارات سے اچھی طرح واضح ہو جائے گا کہ ہادیان اسلام نے توحید کی حقیقت کو کس خوبی سے سمجھا اور سمجھایا ہے۔ اور معرفت الٰہیہ کا کیا درجہ اعلیٰ اُن حضرات نے پایا ہی

[1] اسلئے کہ جسمیں والد ہونے کی صلاحیت ہی اسمیں مولود ہونے کی بھی صلاحیت ہے۔ اور مولود اپنے والد سے متاخر ہوتا ہے اور یہ قدم کے منافی ہی ۱۲

اور شان معبودیت کا اپنے کلام میں کیا جلوہ دکھایا ہے جس میں علما و حکما و صلحا و عرفا
کی عقلیں دنگ اور اذہان قاصر ہیں۔ جو شخص ان الفاظ و معانی میں اچھی طرح غور
و تدبر کریگا۔ اور انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑ دے گا بالضرور عقیدہ لاالٰہ الا اللہ
سے دل اسکا معمور اور پر نور ہو جائیگا اور ثابت ہو جائے گا۔ کہ صاف اور سچا
عقیدہ ، توحید ہی کا عقیدہ ہے۔ اور یہ بھی ہر عاقل پر ظاہر ہو جائے گا
کہ چاند سورج ستارے نور ظلمت آگ پانی روح مادہ انسان حیوان وغیرہ کسی میں بھی
یہ صفات مذکورۂ بالا موجود نہیں لہذا کوئی بھی خدا ہونے کے قابل یا اُس کی
الوہیت میں شریک ہونے کے لائق نہیں ہے۔

یعنی نہ انمیں سے کوئی چیز مستقل خدا ہو سکتی ہے اور نہ خدائے وحدہ لاشریک
کے ساتھ الوہیت میں شریک ہو سکتی ہے۔ جنھوں نے اسکے خلاف عمل کیا ان کی
صریح غلطی اور واضح غلط فہمی ہے جس کی ذمہ دار اُن کی فہم ناقص ہی عقل سلیم پر
جس کی انھوں نے پیروی نہیں کی کوئی الزام نہیں۔

امور مذکورہ باوجود یکہ خود اظہر من الشمس اور مستغنی عن الدلیل اور مثل بدیہیات
کے تھے اسپر اضافہ ہوا کہ انبیاء و مرسلین اور اوصیاء و علما و عرفا نے بھی اچھی طرح
سمجھا دیا کہ خدا کے ذات کے سوا کوئی چیز معبود ہونے کے قابل نہیں خبردار اسکے سوا
کسی کو معبود نہ بنانا۔ اور سب سے زیادہ اہتمام قرآن مجید کی آیات بینات میں تصریحات
و ہدایات کے ساتھ موجود ہے مصنوعی اور خود ساختہ اور باطل معبودوں کی الوہیت
کا جدا جدا اور بہ عناوین مختلفہ ابطال کیا ہے اور حجت کو پوری طرح تمام کر دیا ہے۔
پھر بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو مجبوری ہے۔

غیر خدا کو خدا ماننے کی وجوہ واسباب

انسان چونکہ محسوسات سے مانوس ہوتا ہے اور جو چیز حواس کے ذریعہ سے محسوس نہو اس سے اسکا دل مطمئن نہیں ہوتا اسلئے بعض نافہم اور جاہل لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا معبود قابل تسلیم نہیں جو نہ خود آنکھوں سے دکھائی دے ورنہ اسکا تخت سلطنت ہو نہ قصر شاہی لہذا انکا دل خواہشمند ہوا کہ انکا معبود بھی محسوسات میں سے ہونا چاہیے تاکہ جسطرح بادشاہوں کے سامنے حاضر ہوکر شاہانہ آداب تعظیم بجالاتے ہیں اسیطرح اس معبود کے سامنے بھی حاضر ہوکر عبادت و پرستش کے آداب بجالائیں لہذا انھوں نے حقیقت سے چشم پوشی کرکے جاہلانہ اور عامیانہ طریقہ پر آفتاب یا ستاروں کی یا آگ یا بتوں کی پرستش انھیں معبود سمجھکر شروع کردی یا کسی انسانی ہستی کے دعوائے خدائی کرنے سے اُسے خدا مان لیا۔

اس خیال کا ذکر بنی اسرائیل کے جہال کی زبانی قرآن مجید میں بھی موجود ہی جب وہ لوگ ایک بُت پرست قوم کے پاس ہوکر گزرے تو انکے دلوں میں خواہش پیدا ہوئی کہ جیسے معبود ان لوگوں کے ہیں ویسا ہی ہمارا بھی معبود ہوتا۔ انھوں نے یہ سوچکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمائش کی یاموسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم الٰھۃ (اعراف) یعنی اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایسا ہی خدا بنا دو جیسے اُن لوگوں کے معبود ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ان نادانوں کے خیال میں یہی تھا کہ معبود بنانے سے بنا کرتا ہے۔ بنی اسرائیل کے گروہ میں یہ لوگ کسقدر سخت جاہل تھے کہ پے درپے آیات و معجزات مشاہدہ کرنے کے بعد بھی انکی جہالت نہ گئی اور کج فہمی

زائل نہوئی اور ایسی مہمل فرمائش پیش کردی جسکے جواب میں حضرت موسیٰ نے ارشاد فرمایا انکم قوم تجھلون تم تو دبالکل) جاہل قوم ہو ان ھولاء متبر ماھم فیہ و باطل ما کانوا یعملون یہ لوگ یعنی جنھیں تم پرستش کرتے دیکھ آئے ہو انکی عبادت تباہ ہو جانیوالی ہے اور جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں (وہ سب) باطل ہے۔

یہ سب کچھ جواب دیا گیا لیکن جاہلوں کے دلوں پر پھر بھی اثر نہوا آخر جب حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے سامری وغیرہ نے اس گہنے سے جو بنی اسرائیل نے عید کے لئے قبطیوں سے عاریت لیا تھا اور جب وہ لوگ مع فرعون کے غرق گئے تو وہ زیور انھیں کے پاس رہگیا تھا ایک بچھڑا بنایا جو کسی[1] ترکیب سے کھلونوں کی طرح بولتا بھی تھا اور خاص کر بچھڑا بنانا اسلئے پسند کیا تھا کہ چند روز قبل بت پرستوں کے پاس اُنھوں نے ایسلہ ہی بچھڑا دیکھا تھا جسکی وہ پرستش کرتے تھے۔ اسکے بعد سب سے کہا کہ بس اسکی عبادت کرو۔ ان لوگوں نے آنکھیں بند کر کے پرستش شروع کردی۔ اور کچھ غور بھی نکیا کہ اسمیں الٰہ ہونے کی قابلیت ہے یا نہیں۔ درحقیقت الٰہ و معبود کی شان ہی سے وہ ناواقف اور محض جاہل تھے۔

یہاں تک جہالت کی نوبت ہو چکی تھی کہ معبود برحق کے ایک ہونے کا ذکر بھی سنکر متحیر ہو جاتے تھے چنانچہ اس مطلب کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ ان ھذا الساحر کذاب اجعل الالھۃ الہاً واحداً ان ھذا الشئ عجاب (سورہ ص) یعنی یہ ہدایت کرنے والا تو جادوگر جھوٹا ہے۔ کیا اُسنے بہت سے خداؤں کی جگہ ایک

---

[1] جس گھوڑے پر جبرئیل امین آئے تھے سامری نے دیکھا کہ جہاں وہ پاؤں رکھتا ہو وہاں کی زمین سبز ہو جاتی ہی یہ دیکھتے ہی ایک مٹھی خاک اسنے اُٹھائی تھی اور وہی خاک اس بچھڑے کے منھ میں ڈالدی تھی جسکے وجہ سے وہ بولنے لگا تھا

خدا ٹھہرا دیا۔ یہ تو عجیب وغریب بات ہے۔

اسیطرح حضرت ہود کے جواب میں قوم عاد کا کلام بھی مذکور ہے اجئتنا لنعبد اللہ وحدہ و نذر ما کان یعبد اٰباؤنا کیا تم اسلئے آئے ہو کہ ہم فقط اللہ کی عبادت کریں اور جسکی عبادت ہمارے آبا و اجداد کرتے تھے اُسے چھوڑ دیں۔

معلوم ہوا کہ بڑا سبب بُت پرستی کا یہی تھا کہ اپنے آبا و اجداد کو پرستش کرتے ہوے دیکھ چکے تھے اور آبائی طریقہ کا ترک ناجائز سمجھے ہوئے تھے ورنہ جب غور کرتے تھے تو اتنی بات سمجھ میں آجاتی تھی کہ ان بتوں میں الوہیت کی شرکت کی قابلیت نہیں ہے چنانچہ کبھی کہدیتے تھے کہ ھولاء شفعاؤنا کہ یہ ہماری سفارش خدا کی بارگاہ میں کرنے والے ہیں ہم اسلئے انکی تعظیم کرتے ہیں اسیطرح حضرت ابراہیم کے جواب میں مان لیا تھا کہ بےشک بات کرنے کی بھی انمیں قدرت نہیں ہے مگر آبائی تقلید نے یہی فیصلہ کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلا دو اور اپنے معبودوں کی نصرت کرو۔

بہرحال یہ سلسلہ کبھی تو اسطرح شروع ہوا ہے کہ لوگوں نے اپنے بعض بزرگوں کی شان وعظمت کے لحاظ سے بطور یادگار انکی تصویروں کے بُت بنائے تھے اور انکی فقط تعظیم کیا کرتے تھے آیندہ نسلیں بسبب جہالت کے انکی پرستش کرنے لگیں اور بُت پرست ہوگئیں چنانچہ احادیث وتواریخ وتفاسیر میں ان اُمور کا مفصل تذکرہ موجود ہے۔

اور کبھی ایسا ہوا کہ خوف زدہ ہوجانا پرستش کا باعث ہوگیا چنانچہ کچھ لوگ منجمین سے ستاروں کی عجیب وغریب تاثیرات اور اُنمیں ضرر رسانی ونفع رسانی کی قوت کا حال سن سُنکر ڈرنے لگے کہ کہیں ہمسے ناراض ہوکر ہمیں نقصان نہ پہونچاویں اور فکر پیدا ہوگئی کہ کسی طرح اُنھیں راضی رکھنا چاہیئے۔ اور راضی رکھنے کی تدبیر اُنکی

سمجھ میں یہی آئی کہ انکی پرستش کرنے لگیں۔

کبھی قہر و غلبہ و سلطنت و مملکت اور کسی متکبر بندہ خدا کے مدعی خدائی ہو جانے سے اسکی پرستش ہونے لگی اور اسکے خدا ہونے کا عقیدہ پھیل گیا جس طرح فرعون وغیرہ کے واقعات مشہور ہیں۔

کبھی نا فہمی و بلند پروازی نے عقیدہ کو فاسد کر دیا جسطرح قوم یہود کے کچھ لوگوں نے حضرت عزیر کو صرف اسوجہ سے کہ انھوں نے پوری توراۃ اپنی یاد پر لکھوا دی اور یہ امر عجیب انسے ظہور میں آیا اتنا بڑھایا کہ خدا کا بیٹا کہہ دیا اور نصاریٰ نے کبھی ایسی شبہات سے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہہ دیا اور شریک الوہیت مان لیا۔ حالانکہ دونوں فرقے یقین کرتے ہیں کہ انکی ولادت خدا کی صلب سے بطریق متعارف نہیں ہوئی۔ صرف مقام اظہار عظمت و بزرگی میں انھیں بیٹا تسلیم کیا ہے۔

کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی برگزیدہ باری سے امور عظیمہ مشاہدہ کر کے یہ اعتقاد کر لیا کہ خدا نے انمیں حلول کیا ہے اور اسوجہ سے خود انھیں کی پرستش کرنے لگے۔

کبھی کسی چیز کی ابتدا کا پتہ نہ ملنے سے اسکے حدوث کا انکار کر کے اسے قدیم مان لیا اور جو قدم حقیقی صانع عالم کی ذات سے خاص تھا وہ اس حادث چیز کیلئے بھی اعتقاد کر لیا حالانکہ خدا کے سوا ہر چیز کے حادث ہونے پر مضبوط دلیلیں موجود ہیں مگر انکی سمجھ میں نہ آیا۔

چنانچہ فرقہ نصاریٰ اور ایک نیا فرقہ آریہ ایسے ہی وساوس و شبہات میں پھنسا ہوا نظر آرہا ہے۔ نہ فہم و ادراک کو انکے عقیدہ میں دخل ہے نہ صدق و انصاف کو کوئی تعلق ہے خیالات متناقضہ اور اوہام متخالفہ کا مجموعہ ہے، مقدمات عقلیہ سے بمراحل بعید اور براہین و ادلہ سے کوسوں دور۔

نصاریٰ کا ایک فرقہ کہتا ہے کہ آلہٰ تین ہیں باپ بیٹا روح القدس اور عیسیٰ انسان بھی ہیں اور آلہٰ بھی ہیں اور مریم کے یہاں جو ولادت ہوئی وہ خدا اور انساں دونوں کی ہوئی اور وہ دونوں ایک ہی ہیں یعنی خدا کا بیٹا قدیم ازلی سے پیدا ہوا اور وہ بھی قدیم ازلی ہے۔

دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ مریم کے یہاں بحثیت خدا ہونے کے عیسیٰ کی ولادت نہیں ہوئی بحثیت انسان ہونیکے عیسیٰ کی ولادت ہوئی مگر اللہ کے یہاں خدا کی ولادت ہوئی نہ انسان کی۔

تیسرا فرقہ کہتا ہے کہ مسیح خود اللہ ہیں اور شکم مریم میں اللہ ہی تھا۔

نصاریٰ خدا کو مکان و جہت سے منزہ بھی کہتے ہیں اور یہ بھی قائل ہیں کہ وہ جوہریت میں واحد اور اقنومیت میں تین ہے ایک اقنوم وجود جس سے مراد اللہ ہے۔ دوسرے اقنوم علم جس سے مراد کلمہ یعنی مسیح ہیں تیسرے اقنوم حیوۃ جس سے مراد روح القدس ہیں اور ان اقانیم ثلثہ کا مجموعہ خدائے واحد ہے۔ یہ فہم بھی قابل داد ہے۔

اور یہ بات کہ یہ تین چیزیں ایک خدا کو کیونکر ہو گئیں اسمیں بھی اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ خدا کی ذات نے عیسیٰ کے بدن میں حلول کیا کوئی کہتا ہے کہ خدا کی صفت نے عیسیٰ میں حلول کیا کوئی عیسیٰ کے نفس ناطقہ میں حلول کا قائل ہے۔ کوئی دونوں کے اتحاد کا قائل ہے۔ میرے خیال میں یہ عقیدہ ایک ایسا معمی ہے کہ اسکے اعتقاد رکھنے والے بھی آجتک اُسے حل نکر سکے اور نہ کسیکی سمجھ میں اسکا درست مطلب آیا اسی لئے اس فرقہ کے معلم کہدیا کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ خدا کے اسرار میں سے ہے اسمیں گفت و شنید مناسب نہیں بلکہ جسطرح ہے اسیطرح مان لینا چاہیئے۔ جس مذہب میں داخلہ کا دروازہ ایسا تیرہ و تاریک ہو

اوسکے اندرونی حالات کیا ہوں گے۔

انھیں بے سروپا اقوال کو خداے پاک نے قرآن مجید میں اسطرح ذکر کیا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ یعنی وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے۔

آریہ فرقہ خدا کے ساتھ روح و مادہ کو بھی قدیم مانتا ہے اونھوں نے خدا کے صفات ایک معمولی انسان کے صفات سے بھی پست اور کمزور تسلیم کئے ہیں۔ اُن کی کتاب وید آگ پانی ہوا سورج صبح شام زمین آسمان وغیرہ کی عبادت و پرستش کا حکم دیتی ہے۔ اور قدم مادہ و روح پر کوئی درست دلیل انکے پاس نہیں۔ ایک تناسخ کے جال نے انھیں اس پھندے میں پھانس رکھا ہے۔ جسکے رد کے لیے کتاب ابطال التناسخ کافی ہے۔

تعجب یہ ہے کہ یہ فرقے باایں ہمہ مدعی ہیں کہ ہم توحید کے قائل ہیں عیسائی تو تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کی صورت اختیار کرتے ہیں جسکا مطلب جسطرح ہم لکھ چکے ہیں کسی صاحب عقل کی سمجھ میں ابتک آیا اور نہ کبھی آسکتا ہے اور آریہ خدای واحد قدیم کے بعض حادث چیزوں کو بھی قدم میں شریک کر دیتے ہیں۔ اگر وہ لوگ رسالہ ابطال قدم مادہ ملاحظہ کریں جسے میں نے پچیس سال قبل لکھا تھا تو غالبًا قدم مادہ کا بطلان اچھی طرح اُن کی سمجھ میں آجائے۔

اللہ اکبر توحید کی واقعیت وحقانیت و نورانیت کا کیا مرتبہ ہے کہ جو لوگ حقیقت توحید کے قائل نہیں اور توحید کا سبق جو انکی کتاب میں موجود تھا اسے فراموش کر چکے ہیں وہ بھی موحد ہونیکا زبانی دعوی ضرور کرتے ہیں اور امیدوار ہیں کہ موحدین ومعتقدین توحید

کے دفتر میں انکا نام بھی کسی نہ کسیطرح درج ہو جائے۔ مگر جبتک پوری طرح توحید کا عقیدہ اختیار نکرینگے موحد کہے جانے کے کسیطرح مستحق نہیں ہو سکتے۔

عقل سلیم نے اتنی تو راہ بتادی تھی کہ انھوں نے خدا کو واحد مانا لیکن نفس اور اسکے وساوس نے ان چیزونکو بھی منوا دیا جو بالکل منافی توحید ہیں بلکہ خلاف عقل وفہم بھی ہیں مگر افسوس کہ انصاف کیساتھ غور نہ کیا۔ اور وہ اسے نہ سمجھے۔ اور اگر سمجھ جاتے تو حقیقی توحید کے ضرور قائل ہو جاتے۔

درحقیقت عقیدہ توحید ایسا مستحکم عقیدہ ہی کہ اُسکے لئے نہ دلیل کی ضرورت ہی نہ برہان کی حاجت بلکہ ہم لکھ چکے ہیں کہ وہ مثل بدیہیات کے روشن و واضح ہی اور جسقدر ہمنے مختصر دلیلیں لکھدی ہیں وہ توضیح واضحات سے زیادہ نہیں ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہی کہ تمام دلیلوں کا محصل یہ ہی کہ اللہ تعہ کی مقدس ذات کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہی اور نہ ہو سکتا ہی اس سے انکا قول بھی رد ہو گیا جو دو آلہ کے قائل ہیں اور انکا قول بھی جو تین اللہ کے قائل ہیں اور انکا قول بھی جو اس سے زیادہ معبودوں کے قائل ہیں۔ اسی لئے ہمنے کسی خاص مذہب کے رد کرنے میں اور اسکے ابطال میں مطلق میں اہتمام نہیں کیا۔ ہمارا اجمالی بیان انشاء اللہ کافی ووافی ہے۔

نصیحت آمیز خاتمہ

جبکہ ہر شخص کو پوری طرح یقین ہی کہ دنیا میں آنیکے بعد مرنا ضروری ہی اور ہر مذہب میں جزا وسزا کا اعتقاد بھی مسلم ہی لہذا آباؤ اجداد کی کورانہ تقلید چھوڑ کر عقل کا چراغ ہاتھ میں لیکر پورے اہتمام سے مذہب حق کی تحقیق میں سرگرم ہونا چاہیئے اور سب سے مقدم چونکہ

عقیدہ توحید ہی لہٰذا اُسکے سمجھنے میں انتہائی کوشش ضروری و لازم ہی۔
غور کیجئے کہ جسوقت سے دنیا کی ابتدا ہوئی خدا کیطرف سے ہدایت کا سلسلہ اسیوقت سے شروع ہوگیا اور اس سلسلہ کے اجزا یعنی ہادیان مذہب صانع عالم کے متعلق عقیدہ رکھنے کا بالضرور ایک ہی سبق پڑھاتے ہوئے آئے اور فی الواقع مذہب حق ہوتا بھی ایک ہی ہے، اسی لئے صانع عالم بھی وہی آج بھی ہے جو ہزار برس پیشتر بلکہ ابتدائے آفرینش میں تھا یہ نہیں ہی کہ جتنے عقیدے بدلتے رہے اتنے ہی تغیرات صانع عالم میں بھی ہوتے گئے یعنی کبھی صانع دو ہو گئے اور کبھی تین اور کبھی زیادہ اور کبھی صرف ایک پس جو شخص اپنے مذہب کے حق ہونیکا دعوی رکھتا ہی وہ سابق اور مسلم ہادیان مذہب کے کلام اور اُنکی ہدایت سے بھی ثابت کرے کہ یہی ہدایت انکی بھی تھی۔
لیکن تثلیث کا عقیدہ رکھنے والے ہرگز ثابت نہیں کر سکتے بلکہ دعوی بھی نہیں کر سکتے کہ حضرت آدم وحضرت نوح وحضرت ابراہیم وحضرت موسی علیہم السلام نے کبھی تثلیث کی ہدایت کی تھی یا یہ کہ جو شخص تثلیث کا معتقد نہو اسے گمراہ بتایا تھا۔
اسیطرح دو خدا کے قائلین نہیں ثابت کر سکتے کہ انحضرات نے جنکی نبوت انکے نزدیک مسلّم ہی خدا کے دو ہونیکے عقیدہ کی ہدایت کی تھی۔
اسیطرح دیگر فرق بھی اپنے معتقدات کی ہدایت کا پتہ صانع عالم کے متعلق برگزیدہ بندونکی زبانی نہیں دیسکتے جس سے واضح ہوجاتا ہی کہ یہ سب خیالات وایجادات طبع ہیں اور ناقص عقلوں کی دواودوش اور نارسائی کے نتیجہ کے سوا کچھ نہیں ہی۔
البتہ ہم اپنے عقیدہ توحید کی نسبت ضرور کہہ سکتے ہیں کہ جسطرح اسکی ہدایت ورہنمائی عقل سلیم نے کی ہی اسیطرح خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ نے بھی ہدایت فرمائی ہی بلکہ

جن مقامات عالیہ تک عقل انسانی کی رسائی بھی محال ہو انکو بھی صاف طور پر واضح کر دیا ہو اور ہر نبی و وصی اور ہر صاحب علم و حکمت نے بھی یہی ہدایت کی ہو۔ حضرت آدم سے لیکر نبی اسلام تک ہر جگہ توحید کا سبق دیا گیا۔ ہر زمانہ میں توحید کا عالیشان مدرسہ کھولا گیا ہر سچے ہادی مذہب نے یہی تعلیم دی۔

یہی عقیدہ آسمانی آبادی کا ہو تمام ملائکہ مقربین اسکے ورد خواں ہیں، ہر مخلوق زبان فصیح یا بزبان بے زبانی توحید ہی کا دم بھرتی ہو۔ عرش سے فرش تک توحید ہی کا جھنڈا بلند ہو توحید ہی کا ڈنکا بج رہا ہو۔

ڈریں وہ لوگ جو خدا کے مرتبہ خدائی یا اسکے صفات مخصوصہ میں اسکی ادنیٰ یا اعلیٰ مخلوق کو شریک کرنیکی جرأت کر کے مجرم بنتے ہیں اور عذاب ابدی اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کے شعلوں سے خوف نہیں کرتے۔ دنیا چند روزہ ہو۔ آخرت کی فکر لازمی ہے غفلت کا مقام نہیں ہو۔ لہذا عقائد باطلہ کو ترک کر کے توحید کا اعتقاد جو بحکم عقل سلیم بالکل حق ہو۔ دلمیں راسخ کر لینا چاہئے لیکن برائے نام توحید کا اعتقاد نجات کیلئے کافی نہیں جسطرح اکثر فرقے موحد ہونیکا دعویٰ کر رہے ہیں اور قدم و ازلیت وغیرہ صفات مخصوصہ الٰہیہ میں دوسری چیزوں کو بھی شریک سمجھتے ہیں۔ ایسی توحید درحقیقت شرک ہو اور ایسے موحدین داخل مشرکین ہیں۔ توحید کا عقیدہ وہی صحیح مانا جائیگا جو ہر طرح کے شرک سے پاک ہو

واللہ ولی التوفیق